بچوں پر طلاق کے اثرات

ذکیہ بی بی

علی 34 سالہ ایک باپ ہے جو پہلی بار کسی وکیل سے اس لئے مشورہ طلب کر رہا ہے کہ وہ اور اس کی بیوی علیحدہ علیحدہ زندگی گزارنے کا فیصلہ کر چکے ہیں لیکن طلاق کے بعد مسئلہ بچوں کی پرورش کا ہے اور علی کو یہ مسئلہ بڑا گھمبیر لگ رہا ہے کہ وہ ایک اچھا باپ ثابت ہو سکے گا یا نہیں کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے شادی کے بعد ان بچوں کی پیدائش سے لیکر اب تک اس نے بچوں کے سات بہت کم وقت گزارا ہے لیکن اتنے بڑے فیصلے کے بعد بہر حال اسے نتائج بھگتنے ہیں۔

ماہین بھی اس ہی طرح کے ایک مسئلے کا شکار ہے۔ شادی کے 13 سال بعد ہی اپنے شوہر کے ظلم وستم سے عاجز آ کر اس نے طلاق حاصل کر لی۔ لیکن اب اس کے سابقہ شوہر کا مطالبہ ہے کہ وہ اپنی 11 سالہ بچی سے ملنا چاہتا ہے۔ اگر ماہین اسے نہیں ملنے دیگی تو وہ عدالت سے ہفتے میں ایک بار ملنے کی اجازت طلب کریگا۔ لیکن ماہین کسی طور اسے اس بات کی اجازت نہیں دینا چاہتی۔

یہ دونوں واقعات ہمارے معاشرے میں نئے نہیں ہیں۔ طلاق...... ہمارے معاشرے میں ایک جرم قبیح ہے جس کے کرنے والے سزا اپنے بچوں کو دیتے ہیں، طلاق کے معاملات یوں تو کئی مسائل کو جنم دیتے ہیں اور بعض لڑائی جھگڑوں کے بعد بھی علیحدگیاں عمل میں آئی ہیں لیکن بعض اوقات طلاق بہت سہل انداز میں بذریعہ بات چیت بھی عمل میں آ جاتا ہے کیونکہ جب میاں بیوی اپنی ذات کے خول میں گم رہ کر ایک دوسرے کو سمجھنے کے عمل میں ناکام ہو کر طلاق کے عمل سے گزرتی ہیں تو وہ اپنی ذات کے علاوہ کچھ نہیں سوچتے اور بچے ماں باپ کے درمیان معلق ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جن بچوں کے ماں باپ طلاق کے عمل سے گزرتے ہیں انہیں سمجھ بوجھ، صبر اور ان کا خیال رکھنے والے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اس نقصان کو برداشت کر سکیں جو سراسر زیادتی ہے۔ اس طرح ہی وہ اس واقعہ کو اپنی ذاتی رنجش بھلا کر اپنی اولاد کے لئے وہ تلافیاں کرنا چاہیں جو ان سے ہو سکتی ہیں۔ یعنی اگر وہ ایک دوسرے کو طلاق دے رہے ہیں تو بچوں کو نظر انداز نہ کریں۔

بہت سے ایسے طریقے ہیں جن سے مطلقہ والدین اپنے بچوں کی پرورش کر سکتے ہیں

☆ بچوں کو اعتماد میں لیکر طلاق کی وجوہات بتا دی جائیں کہ ان کا ایک دوسرے سے علیحدہ رہنا بہت ضروری ہے۔ تاکہ بچے کو یہ پتہ چل سکے کہ وہ الگ کیوں رہ رہے ہیں اور بچہ اس بات کو بھی سمجھ لے کہ دونوں اب ساتھ کبھی نہیں رہ سکتے۔

☆ بچوں کے مفاد سے بہتر یہ ہے کہ والدین ان کے سامنے دوستانہ رویہ رکھیں اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایک دوسرے ساتھ حسن سلوک سے بات کریں۔ ماں اگر باپ کی غیر موجودگی میں بچوں سے مل رہی ہے تو باپ سے متعلق کوئی غلط بات نہ کرے، اسی طرح باپ کو ماں کے بارے میں منفی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ اس سے بچوں کی شخصیت میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

☆ بچوں کے ہاتھ الٹے سیدھے پیغامات ایک دوسرے کو نہ بھجوائیں کہ "تمہارے ابو آئیں تو ان سے کہنا کہ وہ پیسے بھجوا دیں تاکہ میں تمہارے لئے کپڑے خرید سکوں۔

☆ بچوں کے جذبات کا خیال رکھیں اور انہیں اپنے محسوسات کہنے دیں تاکہ بچوں کے منفی احساسات پتہ چل سکیں۔ مزید یہ کہ وہ تلخی کو اپنے اندر رکھنے کی بجائے باہر نکال کر اپنا من ہلکا کر سکیں۔

بچے اس الجھن کا شکار بھی رہتے ہیں کہ وہ اپنے دوستوں سے کیا کہیں گے، اپنے پڑوسیوں سے یا اپنے ٹیچرز سے کہ ان کے ماں باپ الگ زندگی بسر کرتے ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے والدین کو مسلسل اور باقاعدہ وقفوں سے بچوں سے ملاقات کرتے رہنا چاہئے تاکہ انہیں تحفظ کا احساس رہے۔ بچوں کو یہ احساس بہر طور ہونا چاہئے کہ ان کے ماں باپ اس سے محبت کرتے ہیں۔

☆ اس بات سے قطع نظر کے بچے ماں کے پاس رہتے ہیں یا باپ کے بچوں کے سکول پڑھنے، چھٹیاں گزارنے اور اخراجات کے بارے میں فیصلے والدین کی باہمی رضامندی سے ہونے چاہئیں۔ بچوں کی زندگی میں آنے والے واقعات جیسے بیماری یا ان کی کامیابی یا کوئی بھی مسئلہ دونوں والدین کے لئے یکساں طور پر توجہ کا باعث ہوتا ہے۔ والدین کو یہ بخوبی احساس ہونا چاہئے کہ ان کے بچوں کی زندگی کس نہج پر گزر رہی ہے اگر ماں بچے کے کسی مسئلے کو حل کر رہی ہے تو باپ کو قطعی اس بات پر برا نہیں ماننا چاہئے کہ اس کی سابقہ بیوی نے اسے کیوں نہیں بتایا۔ اس سلسلے میں پیشہ ورانہ امداد بھی طلب کی جا سکتی ہے۔

☆ بچوں پر یہ فیصلہ لاگو کرنا کہ وہ خود اپنے لئے منتخب کریں کہ وہ ماں یا باپ میں سے کس کے پاس رہنا چاہتے ہیں، ان کے لئے بہت خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس سے بچے کے ذہنی تناؤ میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ فیصلے کے محرکات میں الجھا رہتا ہے۔ اس بات کا فیصلہ بہر حال والدین کو کرنا چاہئے کہ بچے کس کی کسٹڈی میں رہیں گے۔

خاص طور پر اس بات کو مد نظر رکھ کر کہ کون ان کی بہتر پرورش کر سکتا ہے۔

بچے بہت چھوٹے ہوتے ہیں یعنی سکول جانے کی عمر کے وقت وہ اپنے غم وغصے اور نقصان کا بخوبی اظہار کرتے ہیں۔ اسے سونے، کھیلنے اور دودھ دینے وغیرہ کے معاملے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ واپس اپنے ماں باپ کو ایک ساتھ دیکھنا چاہتا ہے۔ سکول جانے والے بچے اس بات کو سمجھ سکتے ہیں اگر ان کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں تو انہیں زیادہ اعتراض نہیں ہوتا جب تک کہ بیرونی محرکات ان کی زندگی کو متاثر نہ کریں۔ یعنی اس کے کلاس فیلو یا دوست اس سے والدین کی بابت سوالات نہ کریں۔ زیادہ مسائل بالغ اور سمجھ دار بچوں کے ساتھ ہوتے ہیں کیونکہ وہ سوچنے اور سمجھنے میں حساس ہوتے ہیں اور اکثر جارحانہ رویہ اپناتے ہیں اور ماں باپ میں جو بھی دستیاب ہو، اپنے غم وغصے کا اظہار ان پر کرتے ہیں ایسے بچوں کی شخصیت ادھوری رہ جاتی ہے۔

اس لئے وہ والدین جن کے درمیان کوئی ناچاقی ہو، تمام رنجشوں کو بھلا کر ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کو ترجیح دیں تاکہ طلاق کی نوبت نہ آئے اور انکے بچے ان کے ساتھ رہ کر خوش وخرم زندگی بسر کریں۔